قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر
اور
باقی تمام خط و کتابت مینیجر
الفضل قادیان ضلع گورداسپور
کے پتہ پر ہو

چندہ مقامی
خریداران (للعہ)
چندہ غیر ممالک سے
(للعہ)

ہفتہ میں ایک بار قادیان سے شائع ہوتا ہے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

جلد ۲ | مورخہ ۱۰۔ ستمبر ۱۹۱۴ء مطابق ۱۸۔ شوال ۱۳۳۲ھ | نمبر ۳۷

مدینۃ المسیح

حضرت صاحبزادہ فضل عمرؓ کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔ کلی آرام نہیں ہوا۔

۲۔ حافظ روشن علی صاحب واپس آ گئے۔

۳۔ مولوی عبد الرحمن صاحب جٹ کو فگر گڑھ چلنے کا حکم ملا ہے۔

۴۔ ماسٹر عبد الرحمن صاحب و ماسٹر عبد الرحیم صاحب کنجاہ ضلع گجرات سے بامراد و کامیاب واپس آ گئے۔ مفصل رپورٹ پھر شائع ہوگی۔

اطلاع ضروری۔ چند وجوہات سے اس سال ٹریننگ کلاس نہیں کھل سکیگی۔ (عبد الحی سیکرٹری کمیٹی تعلیم قادیان)

نشان فضل۔ بجواب رسالہ المصلح الموعود
قیمت صرف (۱؍)

سبز اشتہار معہ اشتہارات متعلقہ۔ قیمت (۱؍)

تازہ خبریں

لنڈن ۸۔ ستمبر۔ آج سہ پہر کو برلن سے خبر پہنچی ہے کہ چہارشنبہ کو ریمز اور وردون کے مابین دنیا کی سخت ترین لڑائی ہو رہی تھی۔

لنڈن ۸۔ ستمبر۔ ہمارے چھتیس آلات پرواز کا رود بار انگلستان کے دوسری طرف بلا کسی حادثہ کے بھیجا جانا۔ تمام سابقہ مشترکہ پروازوں پر فوق لے گیا ہے۔ یہ چھتیس کے چھتیس آلات موٹر کاروں اور محفوظ حصص وغیرہ کے ساتھ۔ برٹش ہیم کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔

پیرس ۸۔ ستمبر۔ پیرس کے متصل متخاصمین کے افواج کی نقل و حرکت آج بھی مڈبھیڑ کے بغیر جاری رہی۔

لنڈن ۸۔ ستمبر۔ بتایا گیا ہے۔ کہ متحدہ افواج کو شکست دیئے بغیر جرمن تمام پیرس کا محاصرہ نہیں کر سکتے۔

لنڈن ۸۔ ستمبر۔ میوبن فوم پر جنگ جاری ہے۔ کیونکہ آسٹریوں نے ۵ ہزار قیدیوں کے نقصان سے روسی صفوف کو چھیڑنے کی بیفائدہ کوشش کی۔

۴۔ ستمبر کی شام کو چاند کو گہن لگا۔ جو ۹ بجے تک رہا قریباً پورا چاند گہر گیا تھا۔

اب کے امتحان مقابلہ اکسٹرا اسسٹنٹی کے دو سب سے زیادہ نمبر حاصل کرنیوالوں کو اکسٹرا اسسٹنٹی کے عہدے دیئے جائیں گے۔ امتحان مذکورہ ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء یوم دوشنبہ کو لاہور میں شروع ہوگا۔

اسلامیہ کالج لاہور سیشن کے لئے ۱۴۔ ستمبر یوم دوشنبہ کو سات بجے صبح کھلیگا۔ ۲۱ ستمبر کو داخلہ بند ہو جائیگا۔ ایف۔ ایس۔ سی امتحان کی تیاری کے لئے بیالوجی کے پہلے سال کی جماعت کھولی جائیگی۔

گوجرانوالہ اور لاہور میں ہیضہ زور پر ہے۔

حضور وائسرائے بہادر کے صاحبزادہ کو اگرچہ زخم تو سخت آئے ہیں

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پروپرائیٹر و پبلشر و ایڈیٹر کیلئے شائع ہوا)

جمعرات کے روز ۲ ہزار جاپانی مقام لنگچو (چین) میں اتارے گئے۔ جو کیاؤچو کے علاقہ کی سرحد سے باہر ہے۔

جرمنوں نے اپنے نقصانات کا جو اعلان کیا ہے اس میں تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ صرف میکلن برگ کی سپاہ کے ۲۰ ہزار آدمی کام آئے ہیں۔

لنڈن ۵ ستمبر۔ برٹش فرنچ اور روسی گورنمنٹوں نے باہمی عہد کیا ہے۔ کہ موجودہ جنگ کے دوران میں علیحدہ علیحدہ صلح نہ کریں گے۔ جو وقت بھی شرائط صلح پر بحث ہو۔ اس وقت اتحادیوں میں سے کوئی سلطنت باقی سلطنتوں کی رضامندی کے بغیر کسی قسم کی شرائط پیش نہ کرے ✤

۵ ستمبر جرمن سپاہ نے جو برسلز سے انٹورپ اور اوسٹنڈ کے مابین ریل اور تار کا سلسلہ منقطع کرنے کی غرض سے روانہ ہوئی تھی۔ پہلے ٹرمونڈ کی طرف گئی پھر اس نے مالی نیز کا رخ کیا۔ اور رستہ میں شہر گین بوٹ کے کئی مکانات اور سٹیشن کو جلا دیا۔ اور راستہ کے تمام برقی تاروں کو کاٹ ڈالا۔ پروشوی سپاہیوں کی پٹرول نے انٹورپ اور گھنٹ کے درمیان کا سلسلہ تار کاٹ دیا ✤

بلجیموں نے مالی نیز کے مغرب جنوب میں نہر کے تختوں کو کھول دیا۔ جس سے تمام ضلع میں سیلاب آ گیا۔ جرمن بالکل حیران و ششدر رہ گئے۔ مگر پانی میں کھڑے ہو کر جوانمردی سے اپنی توپیں بچانے کی کوشش کرتے رہے۔ جرمنوں کو انٹورپ کے قلعوں کی آتشباری سے سخت نقصان اٹھانا پڑا ✤

ایک جرمن بحری دستے نے جس میں دو کروزر اور دو تباہ کن کشتیاں تھیں۔ بحیرہ شمالی میں برطانیہ کی ۱۵ ماہی گیر کشتیوں اور مچھلیوں کی کثیر مقدار کو غرق کر دیا۔ اور ان کے ملاحوں کو گرفتار کر کے اسیران جنگ ولہلمز ہیون کی بندرگاہ میں لے گئے ✤

جرمن مقام بیفرٹ سے موس جوار میں پہنچ گئے۔ اور مقام ریمز میں سے گذرے۔ اور کوہستان ارگان کے مغرب کی طرف پیشقدمی کر رہے ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس چال میں انہیں کامیابی نہیں ہوئی (یہ سب مقامات) جنوب مشرقی علاقہ فرانس میں واقع ہیں ✤

لنڈن ۵ ستمبر۔ جرمنوں نے لیل (فرانس کا شہر) کے باشندوں سے ۸۰ لاکھ پونڈ (۱۲ کروڑ روپیہ) کا مطالبہ کیا ہے۔

جرمنوں نے مقام مالی نیز پر (جو بلجیم میں انٹورپ کی طرف واقع ہے) دو گھنٹہ تک گولہ باری کی۔ گرجا گھر کا بڑا حصہ تباہ ہو گیا۔ خوش قسمتی سے مشہور تصاویر انٹورپ کو بھیجدی جانے کی وجہ سے بچ گئیں ✤

لنڈن ۴ ستمبر۔ ایک جرمن ہوائی جہاز جو بندرگاہ ہارویچ (انگلستان) سے ۴۰ میل کے فاصلہ پر سمندر میں تیر رہا تھا۔ ایک انگریزی آبدوز کشتی کی نظر پڑ گیا جس پر اس نے جہاز ران اور اس کے مستری کو بچا کر ہوائی جہاز کو غرق کر دیا۔ جرمن ہارویچ میں اتارے گئے۔ یہ جہاز بیس گھنٹے سے سمندر میں بہ رہا تھا۔ اور انگریزی بیڑے کی تاک میں ادھر ادھر منڈلا رہا تھا ✤

سات جرمن تباہ کن اور تارپیڈو کشتیاں ضرر رسیدہ حالت میں کیل میں پہنچی ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ چند اور کشتیاں ڈبو دی گئی ہیں ✤

لنڈن ۶ ستمبر۔ بولون (بندرگاہ فرانس) جنرل جوفرے جرمنوں کو پسپا کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں اور برطانوی جرمنوں کو گھیر رہے ہیں ✤

جرمن لیل۔ ویلینشنز۔ آرمینٹیرز۔ ڈووائی اور بیلول کو عجلت کے ساتھ خالی کر رہے ہیں۔ (یہ سب مقامات شمالی فرانس میں لیل کے قریب واقع ہیں)

منی ٹوبا نے آٹے کے پانچ لاکھ بورے اور برٹش کولمبیا نے سامان مچھلی کے ۲۵ ہزار بکس انگلستان کو دیئے ہیں ✤

سر اسٹیفن فرانس کی موت کا اعلان کیا گیا ہے

فرنچ گورنمنٹ بورڈو میں

(لنڈن ۵ ستمبر) فرنچ گورنمنٹ بحفاظت تمام بورڈو پہنچ گئی ہے۔ (یہ مقام جہاں فرانسیسی حکومت اپنا دارالخلافہ لے گئی ہے۔ پیرس سے ساڑھے تین سو میل بجانب جنوب مغرب فرانس کے مغربی ساحل پر خلیج بسکے کے کنارے واقع ہے۔) بنک فرانس کا بہت بڑا ذخیرہ طلاء بھی یہاں پہنچ گیا ہے ✤

خدا کے مسیح کی پیشگوئی کس قوت سے پوری ہوئی

وزیر اعظم انگلستان نے جو تقریر فرمائی ہے اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔ جن سے ظاہر ہے۔ کہ یہ جنگ دنیا کی تاریخ میں اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ اور مسیح موعود نے خدا سے الہام پاکر اس کا جو نقشہ ایک نظم میں کھینچا تھا۔ وہی ہوبہو واقعہ ہو رہا ہے۔ بہرحال وہ الفاظ یہ ہیں ✤

"اس خوفناک نظارہ کا تو ہمیں خواب وخیال بھی نہ تھا۔ جو اسوقت مہیب جنگ کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے کیونکہ اگر اس بات کا خیال کیا جائے۔ کہ اس جنگ میں کسقدر اور کس رتبہ کی سلطنتیں شریک ہیں۔ کسقدر فوج اور آلات حرب میدان جنگ میں لائے گئے ہیں۔ میدان جنگ کسقدر وسیع ہے کسقدر خونریزی اور نقصان جان ہو رہا ہے۔ غیر جنگجو آبادی کو کسقدر مصیبت اور تکلیف کا سامنا ہے۔ مادی اور اخلاقی نقصانات میں روز بروز کسقدر اضافہ ہو رہا ہے۔ تو لامحالہ یقین کرنا پڑیگا۔ کہ ایک پہلو سے یہ جنگ دنیا کی تاریخ میں اپنا نظیر نہیں رکھتی"

ہفتہ بھر کی جنگی خبروں کا خلاصہ

میخر پریس کے بیان کے مطابق ۲۶ اگست یعنی جنگ کمبرائی کے بعد سے یکم ستمبر تک جبکہ برٹش فوج نے ضلع شامپین میں جرمن سپاہ کو شکست دیکر دس توپیں چھین لیں۔ برابر مصروف جنگ رہی ہے پھر برٹش لشکر پر کوئی حملہ نہیں ہوا۔ انگریزوں کے نقصان کی میزان ۱۵ ہزار ہے۔ مفقود الخبروں میں سے اکثر سپاہ کے ساتھ عنقریب شامل ہو جائیں گے۔ برٹش لشکر جرمن سپاہ کا اس سے کہیں نقصان کر چکا ہے۔ انیس ہزار انگریزی سپاہ مقتولین و مجروحین کی کمی پوری کرنے کی غرض سے پہنچ گئی ہے۔ سپاہ کا ولولہ بڑھا ہوا ہے۔ وسیع محاذ پر کچھ اور لڑائیاں بھی ہوئیں۔ جو دیگر صورتوں میں نہایت وسیع متصور ہوتیں مگر حالت موجودہ میں انہیں چنداں اہمیت نہیں دیجاتی۔ فرنچ لشکر نے گائیز میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اور تین جرمن آرمی کورزوں کو بھگا دیا۔ برٹش سپاہ مارنی کے جنوب میں ہے۔ اور فرنچ افواج اس کے دہنے بائیں ہیں۔ ایک فرنچ کور نے ڈینعلی کے متصل ہفتم جرمن کور کو پسپا کر دیا ✤

ستر ہزار آسٹروی قید۔ (لنڈن ۴ ستمبر) گلیشیا کی طرف آسٹروی جدوجہد بالکل مکمل ہو چکی ہے انہیں دو حصوں میں فرار کر دیا ہے جنمیں سے ایک لمبرگ اور دوسرا جنوبی جانب ایرین ان دو جنگوں میں کل ۷۰ ہزار قید کئے گئے۔ روسی افواج آسٹریوں کے گرد نصف دائرہ کی شکل میں اکٹھی ہو رہی ہیں۔ آسٹریوں کو کمک کی امید نہیں۔ کیونکہ سرویوں نے جنوبی فوج کو بالکل تباہ کر دیا۔ علاوہ ازیں اس روسی جنوبی فوج کی برلن پر پیشقدمی بھی بالکل آزاد ہو گئی ہے ✤

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۱۴ء

احمدی قوم اختلاط کے بد نتائج سے بچے

انسانی فطرت کچھ اس طور پر واقع ہوئی ہے کہ انسان جس مجلس میں زیادہ بیٹھے۔ اس کے خیالات سے ضرور کچھ نہ کچھ اثر پذیر ہو جاتا ہے۔ ایک شخص جو ہر روز شرابیوں کی مجلس میں بیٹھتا۔ اور ان کی باتیں سنتا ہے ضرور ہے کہ ایک عرصہ کے بعد اس کے دل سے شراب کی نفرت کم ہو جاوے بلکہ اغلباً آہستہ آہستہ وہ خود اس بدعادت میں مبتلا ہو جائیگا اسی طرح وہ آدمی جس کا اٹھنا بیٹھنا زیادہ تر صلحاء کے ساتھ ہے۔ ایک دن ضرور بدی سے متنفر ہو کر نیکی کی طرف مائل ہو گا۔ الّا ماشاء اللہ۔

ایسا ہی وہ شخص جو مسلمان کہلا کر ہندوں کے ساتھ گہری دوستی رکھتا۔ اور انکے ساتھ ہم نوالہ و ہم پیالہ ہوتا ہے ضرور ہے کہ ایک دن اسلام کو خیرباد کہہ کر شدھ ہونے کیلئے کسی پنڈت جی کے پاس پہنچے۔ برخلاف اس کے وہ ہندو جو مسلمانوں کے ساتھ تعلق پیدا کرتا اور اسلامی مجالس کے ذکر اذکار میں حصہ لیتا ہے۔ ایک روز اسلامی نور کو پورے جلال کے ساتھ اپنے دل پر اترتا دیکھیگا۔ اور اپنے آپ کو اس بات پر مجبور پائیگا کہ نجات کے لئے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کا کلمہ پڑھ کر نبی عربی کے غلاموں کے زمرے میں داخل ہو جائے۔ غرضیکہ اختلاط کے نتائج ایسے بدیہی طور پر نظر آسکتے ہیں کہ کوئی ذی عقل انسان انکے وجود کا انکار نہیں کر سکتا اور انکار بھی کیسے ہو۔ ضرور ہے کہ آگ کے پاس بیٹھنے والا گرمی محسوس کرے۔ اور وہ جو کسی پہاڑ کی برفانی چوٹی پر قیام رکھتا ہے اس بات پر فطرتاً مجبور ہے کہ سردی کی وجہ سے کانپے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے بڑے شد و مد کے ساتھ کفار کے ساتھ دلی دوستی لگانے سے منع فرمایا ہے۔ ہاں ہمدردی کرنے اور دنیاوی معاملات میں ملکر کام کرنے کی اجازت دی ہے کیونکہ ایسا کرنے کے لئے کسی بہت گہرے تعلق کی ضرورت نہیں۔ اور یہ تو دور کی باتیں ہیں۔ کفار کی دوستی کا بد اثر تو ایک ظاہر بات ہے جسے ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے۔ ہمیں تو ہمارے آقا نبی اسلام نے یہانتک احتیاط رکھنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جب ہم کسی مجلس میں بیٹھیں خواہ وہ مسلمانوں ہی کی ہو۔ ہم پر واجب ہے۔ کہ استغفراللہ بار بار پڑھیں۔ تا کہ اس مجلس کے بعض پوشیدہ اثرات کیوجہ سے ہمارے دلوں پر کوئی میل نہ آجاوے۔ اور پھر جب ہم احادیث میں پڑھتے ہیں کہ وہ کامل انسان خود جب اپنے غلاموں کی مجلس میں بیٹھتا ہے تو استغفراللہ کا کلمہ معمول سے زیادہ زور کے ساتھ اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے۔ حالانکہ اس کا دل اپنے خالق کی محبت سے بھرا ہے۔ اور اس کا ذرہ ذرہ اپنے معبود کی عشق کی آگ کے ساتھ جلکر ایسا خاک ہو چکا ہے کہ دنیا کی حرص و آز اور جاہ و حشمت کی تڑپ اسکے دل میں کوئی چنگاری پیدا نہیں کر سکتی تو یہ سب کچھ دیکھ کر کیا ایک مسلمان کی روح خدا کے آستانہ پر سجدہ کرتی ہوئی نہیں گرتی کہ اس نے ہماری ہدایت کیلئے کیسے رحم دل انسان کو بھیجا۔ جس نے کمال محبت کے ساتھ ہمیں دنیا میں پیش آنیوالے مصائب سے اطلاع دے کر ایک مضبوط چٹان پر قائم کر دیا۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

غرضیکہ یہ ایک یقینی اور قطعی بات ہے کہ صحبت کا اثر انسان پر ضرور ہوتا ہے۔ الّا ماشاء اللہ۔ ہندوستان میں اختلاط کے بد نتائج جس صفائی کے ساتھ نظر آسکتے ہیں ایسے غالباً کسی اور ملک میں نہیں۔ کیونکہ آجکل ہندوستان مذاہب مختلفہ کی رزمگاہ ہو رہا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح کا تخت گاہ اسی ملک کو قرار دیا ہے۔ اب جب ہم ہندوستان کے مسلمانوں کی حالت پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں سوائے نام کے اسلام کا کچھ پتہ نہیں ملتا۔ اور بعض علاقے تو ایسے ہیں کہ وہاں نام بھی مفقود ہے۔ اس کی وجہ اگر تلاش کیجائے تو یہ ہی ملے گی کہ بسبب اختلاط کے مسلمان دیگر مذاہب کے رنگوں میں رنگین ہو گئے۔ اور اپنی عادات کو اپنے ہمسایوں کے عادات کے ساتھ مطابقت دیکر اسلام کو خیرباد کہہ دی ورنہ کیا وجہ ہے کہ وہ قوم جن کے بیاہ شادی میں بعض وقت غریب ہونے کی حالت میں قرآن کریم پڑھانا ہی صرف لڑکی کا مہر قرار دیا جاتا تھا۔ اب ہزاروں لاکھوں روپیہ قرض لیکر آگ کے حوالہ کر دیتی ہے اور نکاح کے خطبوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ خاوند اور عورت کو ہمیشہ کیلئے ایک دوسرے کی سکینت کا سبب بنانے کی بجائے ان جگہ ہندو پنڈتوں کو بلوا کر میاں بیوی کو بت پرستوں کے ہاتھ جہنم میں دھکا دلوایا جاتا ہے یہ سب کچھ اسلئے ہوا کہ اسلام کے صریح احکام کی نافرمانی کیگئی اور نبی معصوم کی سنت کو پس پشت ڈالدیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ❊

مگر اللہ تعالیٰ نے محض غریب نوازی فرما کر مسلمانوں کو پھر اپنی آغوش رحمت میں لینا چاہا تا ان کو دوبارہ ترقی کے ستارہ تک پہنچائے۔ اور اس غرض سے اس نے ایک رسول مبعوث فرمایا۔ جو مسیح موعود کا نام پاکر دنیا کی ہدایت کے لئے قائم ہوا۔ لیکن وائے قسمت مسلمانوں کی کہ اس برگزیدہ نبی کے ماننے والوں میں سے بھی ایک جماعت ایسی پیدا ہو گئی۔ جس نے خدا کی خاطر غیروں سے اپنا تعلق قطعی طور پر توڑنا نہ چاہا۔ اور اس بات کو پسند نہ کیا کہ غیروں سے الگ ہو کر اپنے پیارے مسیح کی جماعت کہلائے۔ سو انہوں نے اسی جگہ ٹھوکر کھائی۔ جس جگہ غیر احمدی مسلمان ہندوؤں کے ساتھ رابطہ رکھنے میں اس سے پہلے ٹھوکر کھا چکے تھے۔ نتیجہ وہی ہوا جو سنت اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے زبردست ہاتھ کے ساتھ اپنے نئے لگائے ہوئے پودوں کو زہریلے اثرات سے بچالیا۔ اور وہ جو مسیح کی جماعت کہلا کر پھر بھی اغیار سے ہم آغوش رہتے تھے ایک آن میں باہر نکال پھینکے گئے۔ یہ سب عبرت کے مقامات ہیں جو ہدایت کی طلب میں ہے ان سے فائدہ اٹھا دے۔ ورنہ اب بھی اگر آگ کے پاس بیٹھوگے تو اٹھوگے اک روز کپڑے جلاکر" اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق دے کہ ہم احمدیت کے وجود کی حقیقت کو سمجھیں اور جب ہم تبلیغ کیلئے غیروں کے پاس جائیں تو ایسا نہ ہو کہ ان تک نیکی پہنچانے کی بجائے ہم خود ان کے گندوں میں مبتلا ہو جاویں بلکہ ابتدا تو ایسا کر کہ تیرے مسیح کی تعلیم ہمارے حرکات و سکنات سے پوری طور پر ظاہر ہو اور غیر کے دل کو بھا کر کافر کو بھی رام کرے ❊

ماں کی محبت سے ایک سبق

دنیا کی ہر ایک چیز میں ہمارے لئے کچھ سبق ہیں خود ہمارے نفس بشرطیکہ ہم ان پر غور کریں۔ ہماری اصلاح کے لئے کافی ہیں۔ وفی الارض آیات للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون۔ ترجمہ۔ اور زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ مگر ان کے لئے جو حق کو دیکھ کر اس پر یقین کرنے کے عادی ہوں۔ اور خود تمہاری اپنی جانوں میں بہت سی حق کو پہچاننے کی علامات اور دلائل ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں؟

اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ لا نکلف نفسا الا وسعہا۔ ہم کسی جان کو تکلیف نہیں کرتے۔ مگر جس حد تک کہ اس کے قوٰے اس بوجھ کو برداشت کر سکتے ہیں۔ پھر کیونکر ممکن تھا۔ کہ ہماری ہدایت کے لئے ایسے دور دراز مقامات پر سامان ہدایت رکھے جاتے۔ کہ جن تک پہنچنے میں بھی ہمیں عرصہ دراز لگ جاتا۔ اور وہی مثل ہوتی۔ کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود۔ مار گزیدہ مردہ شود۔ دوا کے تیار ہوتے ہوتے مریض تو چل بستا۔ ایسی دوا جس کی تجسس تلاش مریض کی طاقت سے باہر ہو۔ مریض کے کس کام کی۔ مریض تو مریض ہے۔ اس کے لئے کوئی ایسی سہل الحصول چیز چاہیئے جسے وہ آسانی سے اور بغیر مشقت کے حاصل کر سکے نہ لمبے سفر کرنے پڑیں۔ نہ سالہا سال کی مشقتوں کے بعد ہاتھ آئے۔

جن لوگوں نے اس نکتہ کو سمجھا ہے۔ اور قرآن کریم کے اس بے نظیر اصل کی حقیقت سے آگاہی حاصل کی ہے ان کے لئے علوم وفنون کے وہ باب وا ہوئے ہیں۔ جو ان سے پہلے کسی پر نہ ہوئے تھے۔ ایک بزرگ جو کلام الٰہی پر ایمان لانیوالے اور آیات قرآنیہ کے چھوٹے سے چھوٹے اشارہ کو ہدایت کا واحد ذریعہ خیال کرنیوالے تھے۔ اس اصل پر غور کرتے کرتے اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ ہر ایک بیماری کا علاج انسان کے جسم میں موجود ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ایک ایسا شخص جو ایک جنگل میں تن تنہا بغیر مونس وغمگسار بغیر یار ومددگار بیمار ہو کر پڑا ہے۔ وہ کہاں جائے۔ اور کس سے دوا کا طلبگار ہو۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ضرور ہے۔ کہ اس کے لئے بھی خدا تعالےٰ نے کوئی علاج رکھا ہو۔ اور اس مسئلہ پر غور کرتے کرتے انہوں نے کل انسانی بیماریوں کا علاج خود انسان کے اندر سے تلاش کیا ہے۔ اور اپنی نیک نیت اور اخلاص بالقرآن کے سبب کامیاب ہوئے ہیں اور کیوں نہ ہوتے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ وفی الارض آیات للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون خود ہمارے اندر وہ حکمتیں اور آیات پوشیدہ ہیں۔ کہ ایک زبردست ہستی کی غیر محدود طاقتوں اور بے عیب علم پر دلالت کرتی ہیں۔

مگر سوال یہ ہے۔ کہ جبقدر قادر مطلق خدا نے جسم انسانی کی ساخت کے لئے اپنی قدرتوں کی ایسی کثرت نمائش فرمائی ہے۔ کیا انسان کی روحانی بیماریوں اور کمزوریوں کے لئے اس نے خود ہمارے اندر کوئی علاج پیدا نہ کیا ہوگا۔ اس سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ ضرور ہے۔ کہ اس نے ایسا علاج پیدا کیا ہو۔ اور یہی نہیں۔ بلکہ بے ریب اس نے ان کا علاج پیدا کیا ہے۔ کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ وفی انفسکم افلا تبصرون تمہیں ہماری طاقتوں کی آزمائش اور ہماری قدرتوں کے مشاہدہ کے لئے دور جانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ باوجود اس کے کہ ہم نے زمین کے انچ انچ میں آیات بینات ودیعت کر چھوڑی ہیں۔ خود تمہارے نفوس کو بھی خالی نہیں چھوڑا۔ اگر بیرونی دنیا پر غور نہ کرو۔ تو اپنے نفس پر ہی غور کر لو۔ وفی انفسکم افلا تبصرون۔ ہم نے تو دلائل وبراہین کا ایک انبار خود تمہارے نفسوں کے اندر رکھدیا ہے۔ کیا تم غور نہیں کرتے۔ اور دیکھتے نہیں۔

ہم اپنے نفس کی اصلاح خود اپنے نفس پر غور کر کے کر سکتے ہیں۔ انسان دوسری تمام دلائل کو ایک طرف کر کے پھر بھی خود خدا تعالےٰ کی ہستی کی ایک بین دلیل ہے ایک روشن نشان ہے۔ ملائکہ کا ثبوت ہے۔ انبیاء اور کتب کے وجود پر ایک شہادت ہے قیامت کی علامت ہے دعاؤں کی قبولیت کی ایک زندہ مثال ہے۔ ایک پاک اور بے عیب شریعت کے بڑے سے لیکر چھوٹے احکام تک سب کی صداقت کا معیار ہے۔ ہر ایک قسم کے گناہوں اور ہر ایک جنس کی بدیوں کی شناخت کا ذریعہ ہے۔ اور اس کا ہر ایک فعل اور اس کی ہر ایک حرکت اس بات پر شاہد ہے۔ کہ وفی الارض آیات للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون۔

ہم اپنے کھانے میں اپنے پینے میں اپنے سونے میں اپنے جاگنے میں اپنے اٹھنے میں اپنے بیٹھنے میں اپنے چلنے میں اپنے ٹھہرنے میں اپنی محبت میں اپنی عداوت میں اپنی دوستی میں اپنی دشمنی میں اپنی صحت میں اپنی بیماری میں۔ اپنے تعلقات میں اپنے رشتوں میں اپنی کوششوں میں اپنی تدبیروں میں اپنی سستیوں میں اپنی ہوشیاریوں میں اپنی کامیابیوں میں اپنی ناکامیوں میں اپنی فتوحات میں اپنی شکستوں میں اپنے ارادوں میں اپنی خواہشات میں غرض ہر شئے میں اور ہر فعل میں زبردست آیات الٰہیہ سبق آموز اشارات سماویہ پاتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ہم میں سے بہت ان پر غور کرنے کے بغیر اندھا دھند آگے نکلے چلے جاتے ہیں۔ اور ایک دم کے لئے بھی ٹھہر کر نصیحت حاصل کرنے یا ہدایت پانے کی کوشش نہیں کرتے۔

ہدایت کے لئے دلائل وبراہین کی کوئی انتہا نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ہر ذرہ میں انسان کی ہدایت کا سامان پوشیدہ رکھا ہے۔ لیکن دور جانے کی ضرورت نہیں۔ یہ اپنے نفس میں ہی غور کرے۔ تو اس کے لئے کافی ہے۔ مگر کسقدر ہیں جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

ایک چیز کا مالک اپنی مملوکہ چیز میں تصرف کرتا ہے۔ اور جسطرح چاہتا ہے۔ اسے استعمال کرتا ہے۔ وہ دلیری اور جرأت سے اطمینان قلب اور تسلی سے اپنا کام کئے جاتا ہے۔ لیکن ایک چور ایک ٹھگ جو فریب اور دغا سے کسی دوسرے کی مملوکہ چیز پر ہاتھ ڈالتا ہے۔ کیا اس میں بھی وہی جرأت اور وہی دلیری پائی جاتی ہے۔ کیا اس کے دل میں بھی وہی تسکین اور وہی اطمینان ہے جو مالک کے دل میں تھا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اس کا ہاتھ کانپتا ہے اس کا دل دھڑکتا ہے اس کے چہرہ پر گھبراہٹ کے آثار ہیں اس کی آنکھیں بڑی ہوشیاری سے ادھر ادھر پھر کر ہر وقت اس امر کی نگران ہیں۔ کہ کوئی آتا تو نہیں۔ کوئی میرے فعل سے آگاہ تو نہیں ہوگیا۔ کیا یہ بے اطمینانی یہ گھبراہٹ یہ خوف یہ ڈر اس بات کا شاہد نہیں۔ کہ یہ شخص فطرت کے قواعد کے خلاف عمل کر رہا ہے۔ اور راستی کے رستے سے بھولا جا رہا ہے۔ مگر یہ شخص محسوس کرتے ہوئے محسوس نہیں کرتا۔ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا۔ اس کے ہاتھ کے سامنے نجات کا مضبوط کڑا ہے۔ مگر یہ ایک حسرت کے

اسے نہیں پکڑ لیتا۔ اگر ایک لحہ کے لئے بھی اپنی آنکھیں بند کرے۔ اور اپنے دل کا مطالعہ کرے۔ تو اسے معلوم ہو جائے۔ کہ شریعت کا حکم غلط نہ تھا۔ وہ مضبوط بنیادوں پر قائم کیا گیا تھا۔ اور صداقت کی رسیوں سے باندھا گیا تھا۔ وفی الارض آیات للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون۔

مگر یہ شخص ایک عذر کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ میرا خوف یا ڈر اس فعل کی برائی یا بھلائی کے متعلق نہیں۔ بلکہ یہ خوف ویسا ہی ہے جیسا میدان جنگ کے سپاہی کو لاحق ہوتا ہے ایک سپاہی اپنی صاف کانشنس اور پاک دل کے ساتھ اپنے ملک پر حملہ کرنے والے دشمن اپنی عزت کے برباد کرنیوالے مخالف کے کیمپ میں داخل ہوتا ہے۔ اسکا کام نیک ہے۔ اور اس کے ارادہ پاک ہیں۔ اسکا دل بدی کے قریب بھی نہیں گیا۔ مگر اسکا ہر ایک قدم اسی احتیاط سے پڑ رہا ہے۔ جسطرح اس چور کا جو دوسرے کا مال اٹھانے کے لئے بڑھتا ہے۔ اس کی آنکھیں اسی طرح اپنے حلقوں میں گھوم رہی ہیں۔ جسطرح اس چور کی وہ اسی طرح خائف ہے۔ جسطرح وہ چور پھر کیا دنیا اس سپاہی کو برا کہتی ہے۔ دشمن بھی اس کی بہادری کا معترف ہے۔ اور اس کی جرأت کی داد دیتا ہے۔ اگر اس کا یہ فعل برا نہیں۔ تو اس چور پر کیا الزام ہے۔ وہ بھی ایک جنگ پر گیا ہے اس نے بھی ایک شخص کو نقصان پہنچانیکا ارادہ کیا ہے اور وہ بھی اس سپاہی کی طرح اپنے دشمن سے خائف ہے۔ کہ کہیں اسکے ارادہ سے آگاہ ہو کر اسے نقصان نہ پہنچائے دونوں کی ایک سی ہی حالت ہے۔ پھر اس پر کیوں الزام دیا جاتا ہے۔

مگر میں اس چور کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے نفس میں کچھ اور غور کرے۔ اور مزید فکر سے کام لے۔ اور پھر اس سپاہی کی حالت پر بھی غور کرے۔ تو اسے دونوں میں بین فرق نظر آئیگا۔ وہ سپاہی گھبراتا ہے۔ مگر کیا اس لئے کہ وہ گرفتار ہو جائیگا۔ نہیں بلکہ اس لئے کہ اس کی گرفتاری سے اس کے ملک کو نقصان پہنچیگا۔ ہزاروں گھرانے برباد ہو جائینگے۔ ہزاروں خاندان تباہ ہو جائیں گے۔ کیا وہ اپنی گرفتاری سے اس لئے ڈرتا ہے۔ کہ وہ مارا جائیگا۔ اور اس امر سے بھی ڈرتا ہے تو کیا اس لئے کہ اسے موت سے خوف ہے۔ کیا وہ کھلے میدانوں میں روز روشن میں قلعوں میں محفوظ بیٹھے ہوئے دشمن کے سامنے بغیر کسی اوٹ یا ہتھ کے اپنے ملک کی عزت بچانے کے لئے آگے قدم بڑھاتا ہوا نہیں گیا۔ کیا اس نے اپنے آپ کو بیسیوں دفعہ موت کے منہ میں نہیں ڈال دیا۔ پھر کون ہے۔ جو اس پر الزام لگائے۔ کہ یہ موت سے خائف ہے۔ جو شخص روز روشن میں دشمن کے وار سے نہیں ڈرا۔ وہ اندھیرے میں جب دشمن کا وار خطا ہونیکے بہت سے سامان موجود ہیں۔ کیونکر اس سے خائف ہو سکتا ہے۔ پھر اگر وہ اپنی موت سے ڈرتا بھی ہے۔ تو اس لئے نہیں۔ کہ وہ اپنے نفس سے محبت کرتا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اس کی موت میں ہزاروں آدمیوں کی موت ہے۔ ورنہ وہ اپنے اعمال سے اپنی موت سے بے فکری ثابت کر چکا ہے۔ مگر ابھی ان کا فرق ظاہر نہیں ہوا۔ وہ جب پکڑا جاتا ہے۔ تو گو اسے اس بات کا افسوس ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے کام کو پورا نہ کر سکا۔ مگر اس کے چہرہ کی بشاشت ظاہر کرتی ہے۔ کہ وہ اس امر پر خوش ہے۔ کہ اس کی زندگی ایک پاک کام میں خرچ ہوئی ہے۔ اور وہ اپنے ملک کے لئے جان دیتا ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں چور اپنی جان کے لئے خائف ہے۔ اور اپنی جان کے اتلاف کا خوف اسے مارے ڈالتا ہے۔ اور اپنی گرفتاری پر اس کا چہرہ گر جاتا ہے۔ اور شرمندگی اور ذلت کے آثار اس سے ہویدا ہوتے ہیں وہ اپنے دوستوں کے سامنے منہ نہیں کر سکتا۔ جہاں وہ سپاہی اپنے کام پر فخر کرتا ہے۔ وہاں اس کی تمام تر کوشش اسبات میں صرف ہوتی ہے۔ کہ میں مجرم نہیں ہوں۔ مجھے چوری سے کوئی تعلق نہیں۔ حتی کہ بندھ پر پکڑا ہوا چور بھی اپنے جرم کے اقبال سے ہچکچاتا ہے۔ پس ایک چور جو اپنے آپ کو سپاہی سے مشابہت دیتا ہے۔ اپنے نفس میں اگر زیادہ غور کرے گا۔ تو اسے معلوم ہو جائیگا۔ کہ اس کا اپنا نفس اسے ملامت کر رہا ہے۔ اور اسکا اپنا منہ اس کے خلاف شہادت دے رہا ہے۔

غرض کہ انسان اپنے اندر ہی اپنے لئے ہدایت کا سامان رکھتا ہے۔ اور اپنی ذات پر تدبر کر کے اسے ہدایت مل سکتی ہے۔

آیئے! اسی اصل کے ماتحت "ماں کی محبت" سے آپ کو ایک سبق دیں۔ مثال کی غرض توضیح اور تسہیل فہم ہوتی ہے۔ پس ہم بھی آپ کو ایک مثال سے جو خود آپ کے نفس کی ایک مثال ہے۔ ایک سبق دیتے ہیں۔ جو دوسرے اسباق کی نسبت انشاء اللہ تعالےٰ جلد سمجھ میں آئیگا۔

دنیا میں کون ہے جسکی ماں نہیں۔ ہر ایک انسان ماں ہی کے ذریعہ دنیا میں آتا ہے۔ اور اس ایک ذریعہ کے سوا کوئی اور ذریعہ نہیں۔ جس سے انسان عدم سے وجود میں آسکے۔ بیشک کچھ انسان ایسے پائے جاتے ہیں جنکی نسبت کہا جاتا ہے۔ کہ وہ بن باپ ہیں۔ اور صرف والدہ ان کے اس دنیا میں لانے کا ذریعہ ہوئی ہے۔ لیکن والدہ کے بغیر پیدا ہونیوالے انسان کا ابو الآدم کے بعد کہیں پتہ نہیں چلتا۔ پس والدہ کی محبت اور شفقت سے کوئی شخص ناواقف نہیں۔ اگر شاذو نادر کوئی انسان بہ سبب والدہ کی موت کے بچپن سے ہی اس کے مادرانہ پیار سے محروم ہو گیا ہے۔ تب بھی دنیا کی مائیں اسے والدہ کے جذبات اور قربانیوں پر آگاہ کرنے کے لئے کافی ہیں۔

ہم اس وقت اپنے مضمون کی خاطر ایک ایسی والدہ کی طرف آپکو متوجہ کرتے ہیں۔ جو اپنے آخری حصہ عمر میں ہے جسکا خاوند فوت ہو چکا ہے۔ جسکا ایک ہی بچہ ہے۔ اور وہ بھی خورد سال ہے۔ یہ بچہ قانون نیچر کے کسی اٹل حکم کے ماتحت بیمار ہو گیا ہے۔ کیا آپ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ اس کی ماں کی کیا حالت ہے۔ کیا ہم آپ اپنی ماؤں کی محبت کو یاد کر کے اس کا نقشہ نہیں کھینچ سکتے۔ کیا آپکی بیماریوں میں آپکی ماؤں کی حالت کی یاد آپ کی نگاہوں کے آگے اس غمزدہ ماں کا چہرہ جسکا بچہ خطرناک بیماری میں مبتلا ہو کر صاحب فراش ہو رہا ہے۔ نہیں پیدا کر سکتی۔ کر سکتی ہے۔ اور ضرور کر سکتی ہے۔ کیونکہ وہ زرد زرد چہرہ وہ گھبرائی ہوئی حرکات وہ مضطربانہ جدوجہد وہ کانپتی ہوئی آواز وہ دردمندانہ دعائیں وہ بے اختیارانہ آہ وزاری وہ شب و روز کی محنت و خبر گیری وہ پائینتی کے ساتھ پائینتی بن جانا۔ ایسا نظارہ نہیں جسے گذرنے والے سال اور زمانہ کا بعد مٹا سکے۔ بلکہ موت کی آخری گھڑیوں تک اس نظارہ کی جھلک انسان کی آنکھوں کے سامنے پھرتی ہے۔ پس ہم آپکو کسی ایسی فراموش شدہ گھڑی کی یاد تازہ کرنے کی تکلیف نہیں دیتے۔ جس کا نقش زمانہ مٹا چکا ہو بلکہ وہ بات یاد دلاتے ہیں۔ جو کبھی فراموش نہیں ہوئی۔ بلکہ جو کبھی فراموش نہیں ہو سکتی۔

ہاں ذرا اس ماں کا خیال کرو۔ جو اپنے بیمار بیٹے کے بستر کے پاس بیٹھی ہوئی ہے۔ اس کی حالت کا نقشہ کھینچو۔

کیا اس کے چہرہ پر خوشی کے آثار پائے جاتے ہیں؟ یا غم کے؟ نہیں ہماری غلطی ہے۔ اس سوال کی ضرورت ہی نہیں۔ ہر ایک شخص خود خیال کر سکتا ہے۔ کہ اس کے چہرہ کی کیا حالت ہو گی۔ اسکا رنگ زرد ہے۔ اس کے ہونٹ خشک ہیں۔ اس کی کمر جھکی جا رہی ہے۔ اس کی آنکھیں گڑھوں میں گھسی جا رہی ہیں۔ اس کی دونوں آنکھوں کے کناروں پر ایک ایک قطرہ ہاں موتی سے زیادہ چمکتا قطرہ اس کی آنکھوں کی ہر ایک جھپک کے ساتھ نمودار ہوتا ہے۔ مگر جونہی کہ وہ آنکھیں کھولکر اپنے بچہ کو دیکھتی ہے۔ اس کی آنکھوں کے ارد گرد پھیل جاتا ہے۔ اور دوبارہ آنکھوں کے جھپکنے کے ساتھ ہی پھر نمودار ہو جاتا ہے۔ دیکھنے میں تو یہ ایک چھوٹا سا قطرہ ہے۔ مگر جاننے والے جانتے ہیں۔ کہ اس نے ماں کی امیدوں اور آرزؤں کو خاک میں ملا رکھا ہے۔ سمندر اپنی خطرناک اور بھیانک وسعت اپنی پہاڑ سے زیادہ بلند ہونے والی موجوں اپنی غیر معمولی عمق والی تہ کے باوجود اس درد اس صدمہ کا اظہار نہیں کرتا۔ جس کا یہ ایک قطرہ جو ایک دردمند دل والدہ کی آنکھوں میں نمودار ہے۔ اظہار کر رہا ہے۔ اس والدہ کے چہرہ پر اسطرح جھریاں پڑی ہوئی ہیں۔ جسطرح ایک سو سال کی بڑھیا۔ لیکن اس کی عمر تو اسقدر نہیں ہے جب یہ کسی چیز کو پکڑنے لگتی ہے۔ تو اس کے ہاتھ کانپ جاتے ہیں۔ کھڑی ہوتی ہے۔ تو پاؤں ڈگمگا جاتے ہیں بولنے لگتی ہے۔ تو زبان اپنے اندر ہی حرکت کر کے رہ جاتی ہے اسکا سانس تیار ہے۔ کہ سینہ اب اس لطیف اور قلیل ہوا کی بھی جو انسانی زندگی کے قیام کے لئے ضروری ہے گنجایش نہیں نکال سکتا جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی زبردست شئے اس میں اپنی جگہ بنائے ہوئے ہے اور وہ غم کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد نتھنے پھڑک پھڑک کر بتا دیتے ہیں۔ کہ کوئی چیز اندر جوش مار رہی ہے۔ اور جسطرح ہنڈیا میں دودھ جوش مار کر اس کے ڈھکنے کو ہلا دیتا ہے۔ اسی طرح اس کے ناک کے نتھنے ہل کر رہ جاتے ہیں۔ رات کو اسے نیند حرام ہے۔ اور دن کو آرام۔ اس کا دل ایک منٹ کے لئے بھی تسکین حاصل نہیں کرتا۔ اور یہ سب کچھ کیوں ہے۔ اس لئے پڑے ہوئے بیمار بچہ کے لئے۔

ایک طرف تو یہ ماں اپنے بچہ کی بالینی کو ایک منٹ کے لئے چھوڑنا پسند نہیں کرتی۔ اور دوسری طرف یہ بھی ہے کہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کسی طرف کو دیوانہ وار بھاگتی ہے۔ اور جانتے ہو کہاں جاتی ہے۔ طبیب کو اسکا حال سنانے۔ اس کے بڑھنے والے ضعف کی اطلاع دینے۔ طبیب جو کچھ بتاتا ہے۔ اس کی ایسی تعمیل کرتی ہے۔ کہ آہنی فوج کا سپاہی اپنے افسر کے حکم کی ایسی تعمیل نہیں کرتا۔ کسی قسم کے خرچ کا اسے دریغ نہیں۔ پس ایک ہی خیال غالب ہے کہ جسطرح ہو۔ اس کا بچہ شفا پا جائے۔ طبیب کی فیس ادا اور غذا کا خرچ پورا کرنے کے لئے اپنے زیور بیچ رہی ہے اپنی ساری عمر کا اندوختہ نکالکر بے دریغ اڑا رہی ہے اور کیوں؟ صرف اس لئے کہ اس کا بچہ بچ جائے۔ اس کی نظر میں دنیا کی کوئی قیمت نہیں۔۔ بچہ کے علاج کے لئے اگر گھر بھی بیچنا پڑے۔ تو وہ بخوشی تیار ہے نہیں اس کی محبت کا یہ اندازہ بہت غلط ہے۔ اگر ضرورت ہو۔ تو وہ اپنی جان کو خرچ کر کے بھی۔ بچہ کی جان بچانے کے لئے تیار ہے۔ اور یہ سب کچھ کیوں ہے؟ کیا اس لئے کہ اسے امید ہے۔ کہ یہ بچہ بڑا ہو کر اس کی خدمت کرے گا؟ نہیں! یہ بڑی عمر کو پہنچ چکی ہے۔ چند سالوں میں اس دنیا سے رخصت ہو جائیگی۔ جب تک یہ بچہ کمانے کے لائق ہو گا۔ یہ قبر میں آرام سے پڑی سوتی ہو گی۔ اور اگر وہ ساری دنیا کا بادشاہ بھی ہو جائے۔ تب بھی اسے کوئی نفع نہیں پہنچا سکیگا۔ کیونکہ یہ انسان کی مدد سے بالکل مستغنی ہو چکی ہو گی۔ نہ روپیہ اس کے کام آسکیگا۔ نہ دولت نہ عزت نہ شان و شوکت نہ طاقت و قوت نہ جاہ و حشمت پھر یہ کیوں اس بچہ کے لئے اسقدر غم کرتی ہے؟ کیا اس بچہ کا اس پر کوئی احسان ہے۔ کہ اس احسان کا بدلہ اتارنا چاہتی ہے؟ نہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ بچہ اپنی ماں پر کیا احسان کر سکتا ہے۔ بچہ کا اس پر احسان نہیں۔ بلکہ اس کا اس پر احسان ہے اسی نے اسے پیٹ میں رکھا۔ درد سے جنا۔ اپنی چھاتیوں کا خون پلایا۔ اس کے دکھ کو اپنا دکھ اور اس کے سکھ کو اپنا سکھ خیال کیا۔ اس کے آرام کے لئے ہر ایک تکلیف برداشت کی۔ تب وہ اس عمر کو پہنچا ہے۔ اور ابھی بھی اسی کی اعانت اور مدد کا محتاج ہے۔ پس کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ کسی پچھلے احسان کا بدلہ دے رہی ہے۔ شاید کوئی شخص خیال کرے۔ کہ دنیا میں بہت سے لوگ اپنے نام کے قیام کے لئے ہر ایک قربانی کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ شاید یہ بھی اپنے بچہ کی زندگی کی اسی لئے خواہاں ہے۔ کہ اس سے اسکا نام رہے گا۔ نہیں یہ خیال بھی غلط ہے۔ کیونکہ بچہ کا نام اپنے باپ کے نام کو روشن کرے گا۔ اور ایک دو نسلوں کے بعد اس بچہ کی ماں کے نام سے بھی کوئی شخص واقف نہ ہو گا۔ یہ بچہ جس قدر بھی بڑھیگا۔ دنیا یہی کہیگی۔ کہ فلاں باپ کا بیٹا ہے اور ماں کی عزت میں کوئی بھی ترقی نہ ہو گی۔ اور اس لڑکے کے لڑکے نہیں۔ تو اس کے پوتے اس محبت کرنے والی دادی یا پڑدادی کو بالکل بھلا دیں گے اور چند ہی سال بعد اسکا ذکر بالکل مٹ جائے گا۔

پھر یہ کوشش کیوں ہے؟ یہ محبت کیوں ہے؟ یہ فدائیت کیوں ہے؟ اس والدہ ہی سے پوچھو۔ کہ وہ اسقدر کرب و ملال کیوں ظاہر کر رہی ہے۔ وہ یہی جواب دیگی۔ کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ کیا میں اپنے بیٹے کے لئے کوشش نہ کروں؟ اور جسقدر تم اس بات پر زور دو گے۔ کہ آخر اس کی زندگی سے تجھے کیا فائدہ ہے۔ وہ سخت حیرت کا اظہار کریگی۔ اور یہی کہتی چلی جائیگی۔ کہ ماننا ہے۔ جب میرا بیٹا بیمار ہے۔ تو میں کیونکر فکرمند نہ ہوں؟ اور شائد بہت زور دینے پر یہ بھی کہدے۔ کہ میرے فوت شدہ خاوند کی امانت ہے۔ اس کی یادگار ہے۔ اس کے نام کے قائم رکھنے والی ہستی ہے اور اس سے زیادہ وہ کوئی جواب نہ دے سکے گی۔

آہ! یہ جواب دلسوز ہے۔ یہ جواب حوصلہ شکن ہے یہ جواب کمر توڑ ہے۔ کیوں کیا اس لئے کہ یہ عورت بلاوجہ اپنی جان کو دکھوں میں ڈال رہی ہے۔ نہیں اس لئے نہیں۔ کیونکہ خود ہمارے دل اپنے پیاروں کی نسبت اسی قسم کے جذبات سے پُر ہیں۔ پھر ہم اسے کیا الزام دے سکتے ہیں۔ پس اس لئے نہیں۔ بلکہ اس لئے۔ کہ اس درد میں ہمارے لئے ایک سبق ہے۔ مگر ہم نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ اور اس غم میں ہمارے لئے ایک نصیحت ہے۔ مگر ہم نے اس سے اپنی اصلاح نہیں کی۔

اس ماں کا تمام غم تمام فکر تمام رنج اسلئے ہے۔ کہ وہ "اس کا" بیٹا ہے۔ چونکہ وہ "اس کا" ہے۔ اس لئے وہ اس کی مصیبت کو دیکھ نہیں سکتی۔ مگر اے میرے مخاطب! اے الفضل کے ناظرین! کیا اس بیٹے سے زیادہ تم بھی اس بیٹے سے زیادہ پیاری چیز اس سے بڑھ کر دکھ میں نہیں اور کیا تم اس کی مصیبت سے

بالکل بے پروا اور بے فکر نہیں وہ چیز کیا ہے۔ جو اولاد سے بھی زیادہ پیاری جو بچہ سے بھی زیادہ عزیز ہے وہ دین ہے وہ مذہب ہے، وہ راستی ہے وہ صداقت ہے، وہ ہدایت ہے۔ اس سے زیادہ قریبی اور کوئی چیز نہیں اس سے زیادہ محبت کا اور کوئی رشتہ نہیں کیونکہ یہ اس پیارے کی امانت ہے جو سب پیاروں سے پیارا جو سب عزیزوں سے عزیز ہے ؂

خدارا ذرا خیال تو کرو کیا ماں کی محبت ہمیں ملزم نہیں کرتی۔ کیا وہ ہم پر یہ حجت قائم نہیں کرتی کہ ہم کہتے کچھ اور ہیں، مگر ہمارے دلوں میں کچھ اور ہے۔ اگر واقعہ میں کسی کے دل میں دین کی محبت ہو۔ اگر واقعہ میں کوئی قوم دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی ہے تو مجھے بتایئے۔ کہ دنیا کے رشتوں کا وہ جسقدر لحاظ کرتی ہے۔ کیا دین کے ساتھ بھی اس کا وہی تعلق ہے۔ اگر ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ایک ماں اپنے بچہ کے لئے بغیر کسی ذاتی نفع کی غرض کے صرف اپنا بچہ سمجھ کے جو کوشش کرتی ہے وہ دین کی مصیبت کو دیکھ کر اس سے آدھی بھی کوشش نہیں کرتی۔ کیا اسلام پر آج سے زیادہ کوئی اور مصیبت کا دن آئیگا کیا اس سے زیادہ مایوس کن کوئی اور بھی حالت ہے پھر کیا ہے کہ وہ جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں انکے چہروں پر گھبراہٹ کے آثار نہیں پائے جاتے اور انکو اس ماں کے غم سے آدھا غم بھی نہیں معلوم ہوتا جو اپنے بیٹے کی بیماری میں اپنا خون پانی ایک کر دیتی ہے۔ آہ! ایک بیوہ اپنے بچہ کی اسلئے حفاظت کرتی ہے کہ وہ اس کے خاوند کی یادگار ہے مگر ایک مسلمان دین اسلام کی حفاظت نہیں کرتا حالانکہ وہ دین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امانت ہے۔ کیا اس سے زیادہ محسن کوئی اور خاوند ہو سکتا ہے کیا اس کی محبت کے برابر کسی خاوند کی محبت پہنچ سکتی ہے۔ افسوس! لوگوں نے دعویٰ کر دیا مگر عمل میں سُستی دکھائی۔ ماں اپنے بچے کی خاطر اپنی جان اپنا مال اپنا وقت اپنا عیش سب کچھ قربان کر دیتی ہے۔ لیکن دین اسلام کیلئے اسوقت بہت کم قربانیوں کی ضرورت ہے۔ مگر پھر بھی لوگ اس کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ کیا ماں کی محبت ہمیں ملزم نہیں کرتی کہ سچی محبت کا نتیجہ کیسی قربانی ہوتی ہے

پھر کیا ہمارے نفس ہمیں شرمندہ نہیں کرتے کہ ہم اسلام کے لئے اسقدر دعوے کر کے پھر کوئی عملی کوشش نہیں کرتے۔ اے سونے والو اٹھو خود تمہارے نفس تم کو ملامت کرتے ہیں کہ تم میں اخلاص کی کمی ہے۔ اب بھی اپنے نفس کی ملامت سے فائدہ اُٹھاؤ۔ اب بھی ایک ماں کی محبت سے سبق سیکھو۔ اور دین اسلام کے لئے کچھ قربانی کرو۔ اس وقت وہ قربانیاں نہیں کرنی پڑتیں جو صحابہ کو کرنی پڑی تھیں۔ اس وقت تو تم اپنے اموال میں سے کچھ حصہ دیکر اسلام کی بہت سی خدمت کر سکتے ہو۔ پس اسلام کی مُصیبت پر غور کرو۔ اور ترقی اسلام کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت کو پورا کرنے کے لئے کچھ قربانی کرو کہ اس وقت اسلام سخت مُصیبت میں ہے۔ اپنے اموال کا ایک حصہ خدا تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرو تاکہ تمہارے دعووں کا کوئی عملی ثبوت بھی ملے ورنہ دعوے کرنے میں تو دوسری قومیں تم سے بہت زیادہ بڑھ سکتی ہیں اور تم ایسے نصیحت اللسان نہیں ہو جیسے تمہاری مخالف ہیں۔ عمل کر کے کچھ دکھاؤ ورنہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے دعاوی ترک کردو کیونکہ تمہاری مائیں اور تمہاری بیویاں اپنے بچوں کی محبت کا عملی ثبوت دیکر ہر وقت تم کو شرمندہ کر رہی ہیں کہ محبت کیسی قربانیاں کراتی ہے ؂

گورنمنٹ ہند کا ایک ضروری انتظام

موجودہ جنگ کے متعلق حضور وائسرائے نے بعض تدابیر سوچی ہیں جن سے اُمید کیجاتی ہے کہ ہندوستان میں امن قائم رہ سکیگا چونکہ بعض اشخاص ہندوستان میں واپس تشریف لا رہے ہیں۔ اسلئے اندیشہ ہے کہ انکی آمد کی اصل غرض اجنبی طاقتوں کی حمایت میں ہندوستان میں بد امنی پھیلانے اور شورش پیدا کرنے کی ہو جس سے سرکار انگلشیہ کے دشمنوں کو مدد ملے چونکہ حالت موجودہ جنگ کی وجہ سے نازک ہے اس لئے حضور ممدوح نے فیصلہ کیا ہے خواہ کوئی تری کے راستے سے داخل ہو یا خشکی سے۔ گورنمنٹ ایسے لوگوں کی آمد پر اپنے خاص اختیارات سے کام لیگی اور ہر حالت میں ملک میں امن قائم رکھے گی۔ اور جو شخص سلطنت کی حفاظت اور امن میں مخل ثابت ہوگا وہ قاعدہ نمبر ۳ سال رواں کے مطابق ایک سال کے لئے قید کیا جائیگا ؂

تصحیح ضروری

بعض اوقات کاتب غلطی سے کسی عبارت کو ایسے طور پر لکھ دیتا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کسی کتاب یا رسالہ سے نقل کیگئی ہے۔ مثلاً الفضل ۳۔ ستمبر صفحہ ۵ پر چوتھا حوالہ مضمون نویس کے اپنے الفاظ میں مسیح موعود کی تحریرات کا اقتباس ہے۔

اسی طرح الفضل ۶۔ ستمبر میں صفحہ کالم ۲ میں کہ وہ مسیح موعود کے بعد سلسلہ خلفا ہے۔ یہ عبارت کا مفہوم ہے نہ کہ نقل مطابق اصل۔ اور صفحہ ۶ کالم ۲ میں مضمون نویس کی عبارت اور حوالہ کی عبارت کو ملا دیا گیا ہے۔ اور اخیر میں ضروری حوالہ چھوڑ دیا گیا ہے جو یوں ہے۔ اور نزول المسیح میں یہ بھی فرمایا۔

”کہ وہ قادیان ہے جو خدا کی نظر میں دارالامان ہے،

صفحہ ۲۴۲“

علاوہ ازیں الفضل ۶۔ ستمبر صفحہ ۳ میں اور تصویر ایک ناجائز امر کی بجائے اور ”تصویر بغیر دینی ضرورت کے ناجائز امر کو“ پڑھنا چاہیئے۔ اور الفضل ۸۔ ستمبر کے پہلے صفحے پر میں امید کرتا ہوں زائد ہے۔ اور صفحہ ۶ کالم ۳ مضمون لیمز قنلم میں ہوا بالم سینٹ لوان کی پراگند کی یہ عبارت مگر کچھ پورا نہ ہوا کے ساتھ ملحق ہے

درخواست دُعا

محمد اسمٰعیل کلرک ٹریفک منیجر آفس لاہور اپنے والد بابو جمال الدین صاحب گوجرانوالیہ کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں احباب دُعا کریں۔

(۲) عمرالدین مہرم کوٹ بگہ زراعت کی سرسبزی کیلئے

جنازہ غائب

مولانا محمد احسن امروہوی کی لڑکی مسلم خاتون کا جو ۲ ستمبر بعمر ۲۵ سال فوت ہوئی جنازہ پڑھا جائے۔

(۲) حاجی محمد مرحوم ساکن بن باجوہ سیالکوٹ کا جو نوجوان صالح تھا

(۳) میری لڑکی خورشید فوت ہوگئی ہے۔ عبدالواحد نوشہرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

جو سیدنا و مولانا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے ۴ ستمبر ۱۹۱۴ء کو دیا

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

بہت سے لوگ ایک واقعہ کو دیکھ کر اس کو یاد رکھتے ہیں اور اس سے بہت فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لیکن کچھ ایسی مخلوق بھی ہوتی ہے جو ایک نظارہ دیکھ کر جھٹ پٹ اس کو فراموش کر دیتی ہے۔ بھلا دیتی ہے۔ اور ذہن سے اُتار دیتی ہے ایسے لوگ ہمیشہ ٹھوکریں کھاتے رہتے ہیں۔ انہیں ایک دفعہ نصیحت ہوتی ہے اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر ہوتی ہے۔ پھر ترک کر دیتے ہیں۔ اور ہر دفعہ انہیں نئے تجربہ اور نئی آزمائش کی ضرورت درپیش ہوتی ہے۔ دانا انسان ایک تجربہ شدہ بات کو حاصل کر کے اس سے فائدے حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دیتا ہے مگر بے وقوف اور نادان انسان ہر دفعہ نیا تجربہ کرنا چاہتا ہے وہ کہتا ہے کہ ایک دفعہ اتفاقی طور پر یہ بات ہو گئی تھی ٭

قوموں کے ترقی کرنیکا اصل

جسقدر ترقی کرنیوالی اور بڑھنے والی قومیں دنیا میں ہوتی ہیں۔ ان کے کاموں کا دارومدار اتفاقی باتوں پر نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ہر ایک کام کی وجہ اور ذریعہ دریافت کرتی ہیں۔ ایک احمق اور تنزل میں جانے والا انسان کہتا ہے کہ اتفاق سے یہ بات ہو گئی ہے مگر ہوشیار اور ترقی کرنیوالا انسان کبھی اس طرح نہیں کہتا۔ وہ ہر ایک بات کی وجہ دریافت کرکے اگر اس کو اپنے لئے مفید اور فائدہ مند سمجھتا ہے۔ تو اس پر عملدرآمد کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اور اگر مضر اور نقصان رساں پاتا ہے تو اس سے بچنے کی کوشش [illegible]

ناعاقبت اندیش قوم کا انجام

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے انکی شرارت کی وجہ سے انکو سزا دی۔ لیکن انہوں نے اس بات کو نہ سمجھا بلکہ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ پھر ان کے دل سخت ہو گئے۔ اور اس سزا کو انہوں نے بھلا دیا اور کہا کہ ایسے اتفاق ہو ہی جایا کرتے ہیں حالانکہ انہیں یہ سمجھنا چاہیئے تھا کہ یہ سزا جو ہمیں ملی ہے یہ ہماری شرارتوں کا نتیجہ ہے۔ قوم تباہ ہو گئی۔ سردار مارے گئے۔ شہر اور گاؤں ویران ہو گئے۔ لیکن انہوں نے ان سب باتوں کو اتفاق پر ہی محمول کیا۔ اسی طرح اب کہا جاتا ہے۔

فرمایا۔ کہ پتھر بھی ایسے نرم ہوتے ہیں کہ جن سے پانی نکل آتا ہے۔ لیکن یہ خبیث ایسے ہیں کہ کبھی دانائی کی بات نہیں کرتے۔ رحم کا مادہ انمیں نہیں رہا۔ نیکی اور تقویٰ ان سے اُڑ گیا ہے۔ یہ روزانہ عبرت کے سامان دیکھتے ہیں لیکن پھر اندھے ہو کر گذر جاتے ہیں۔ انکے دلوں میں نہ خوف خدا ہے نہ رحم ہے نہ مہربانی۔ اسلئے ہر ایک بات کو اتفاقی کہدیتے ہیں۔ اور کبھی اسباب کے اسباب اور علتوں پر غور نہیں کرتے۔ اگر یہ غور کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ یہ سزا جو ہمیں ملی ہے کہ ہم پر عذاب نازل ہو رہے ہیں یہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور نبیوں کے مقابلہ کی وجہ سے ہے۔ لیکن یہ دن بدن تنگ دل اور سنگ دل ہی ہوتے چلے گئے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ تباہ ہو گئے ٭

مومن کی شان

مومن کی یہ شان نہیں ہوتی وہ عبرت کے سامان دیکھ کر گذر جاتا ہے۔ اور طرح طرح کے بہانے نہیں بناتا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سناتے تھے کہ کسی گاؤں میں ہیضہ جو پڑا تو ایک شخص کسی کی لاش دیکھ کر کہنے لگا کہ کم بخت پیٹ بھر کر کھاتے ہیں اسلئے مرتے ہیں۔ ہم تو ایک چپاتی کھاتے ہیں اسلئے بیمار بھی نہیں ہوتے۔ کہتے تھے کہ دوسرے ہی دن ایک جنازہ نکلا پوچھا گیا کہ کس کا ہے تو معلوم ہوا اُس ایک چپاتی کھانیوالے کا ہے تو بدبخت لوگ سامان عبرت کو دیکھکر اندھے اور بہرے ہو کر گذر جاتے ہیں وہ لوگوں کو تباہ ہوتا دیکھتے ہیں لیکن کہدیتے ہیں کہ اوروں کے لئے ہی یہ بات ہے ہمارے لئے نہیں۔ اور اپنے آپ کو ہر ایک قسم کے دکھوں اور تکلیفوں سے مامون اور مصئون سمجھتے ہیں۔ انکی وجہ یہی ہے کہ انکے دل سخت ہو جاتے ہیں بعض جگہ طاعون پڑی ہے تو ایسا بھی ہوا ہے کہ بجائے اسکے کہ اس سے لوگ نصیحت اور عبرت پکڑتے قبروں کو اکھیڑ کر مُردوں کے کفن اتارتے رہے ہیں اور ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں کہ مُلّاں نے مُردے کو جلدی دفن کرنے کی وجہ سے اسکے زیور نہ اُتار نے دیئے اور پھر قبر کھود کر میت کے ہاتھ اور کان زیور کے لئے کاٹ لئے۔ ان عبرتوں کو دیکھ کر بھی جن کے سامان خدا تعالیٰ کیطرف سے مہیا ہوتے ہیں۔ کم بخت لوگ فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ لیکن جو خدا تعالیٰ کے فرمانبردار اور نیک بندے ہوتے ہیں وہ ضرور نفع حاصل کر لیتے ہیں ٭

فرمایا۔ یہ انسان بھی عجیب قسم کے ہوتے ہیں۔ ہم نے انکا دل تو نرم بنایا تھا حتےٰ کہ اس میں ہڈی بھی کوئی نہیں رکھی مگر انکے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔ روزانہ ہمارے عذاب اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں لیکن پھر کہدیتے ہیں کہ یہ اتفاقی بات ہے ٭

دُعا

خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو اپنی باتوں کے سمجھنے اور ان سے فائدہ حاصل کرنے کی طاقت دے تمہارے دلوں کو نرم کر دے اور محبت و اخلاص سے بھر دے۔ اور آپس میں اتفاق رکھنے کی توفیق دے ٭

شکریّہ

میں بذریعہ اخبار ہذا ان احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے میری اپیل چندہ پر بڑی سرگرمی اور اخلاص سے صدر انجمن قادیان میں باقاعدہ چندہ بھجوایا اور عین مشکلات کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ انجمن اور سلسلہ کو مالی مشکلات سے ہر طرح بچانے کی کوشش کی۔ میں آپ صاحبان کے اس اخلاص اور ایثار کو دیکھتے ہوئے انشراح صدر اور یقین واثق سے امید کرتا ہوں کہ اب بہت جلد انشاء اللہ تعالیٰ انجمن مالی مشکلات سے نکل جائیگی۔ اور آخر میں دُعا ہے کہ آپ صاحبان کا یہ ایثار اور اخلاص خدا کے حضور پسندیدہ اور مبارک ہو ٭ والسلام۔

خاکسار خلیفہ رشید الدین محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان